جلد 21 شمارہ 11

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

نبوت 1359 ھش

نومبر 1980

ایڈیٹر

غلام باری سیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

محرم ۱۴۰۱ھ

نبوت ۱۳۵۹ ہش

نومبر ۱۹۸۰ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

مدیران اعزازی
ملک صلاح الدین صاحب بھارت ۔ مبارک احمد صاحب ثاقب لندن
کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

فہرست مضامین

پبلشر :۔ چوہدری محمد ابراہیم صاحب

مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ۔ ربوہ

کتابت
محمد ارشد خوشنویس دارالصدر شرقی ۔ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمارہ ۱۱	ماھنامہ انصار اللہ ربوہ	جلد ۲۰

نبوت ۱۳۵۹ ہش

مگ (GEESE) کی مثال

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲ مارچ ۱۹۸۰ء کو کراچی کی مجلس انصار اللہ کے ممبران میں تشریف فرما ہوئے۔ اس موقعہ پر آپ نے انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔ ایک آبی جانور مگ ہے۔ جب یہ ڈار کی صورت میں پرواز کرتا ہے تو ایک بڑا مگ سب سے آگے ہوتا ہے۔ جو اپنے ہم جنس قافلہ کی قیادت کرتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ تھک جاتا ہے تو وہ اپنی پوزیشن نمبر ایک چھوڑ دیتا ہے اور پیچھے کے ایک اور مگ اس کی جگہ قیادت کے لئے آجاتا ہے۔ سب سے مشکل پرواز اس قائد مگ کی ہوتی ہے۔ فرمایا۔ انصار اللہ کی مثال اس گروہ کی ہے جو یکے بعد دیگرے آگے آتے اور LEAD کرتے ہیں۔ یہ جماعت کے قائد ہیں۔ اس سے پیچھے خدام الاحمدیہ ہیں۔ انصار اللہ کی ذمہ داری ہے کہ یہ خدام کی راہ کو ہموار کریں ان کی کوشش اور سعی کو آسان بنانا انصار کی ذمہ داری ہے۔ فرمایا LEAD کرنے والے مگ کا کام پچھلوں کے لئے سہولت پیدا کرنا ہے۔ جماعت احمدیہ میں مختلف AGE GROUPS بنا دیئے ہیں۔ ان تنظیموں میں سب سے اہم اور مشکل ذمہ داری بعض لحاظ سے انصار اللہ کی ہے ان کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ "وہ اسلام کو دلائل کے ساتھ نشانات کے ساتھ۔ معجزات کے ساتھ۔ محبت کے ساتھ۔ پیار کے ساتھ۔ حسن اخلاق کے ساتھ۔ بے لوث خدمت کے ساتھ اسلامی حسن کو دنیا کے سامنے پیش کریں"۔ اسلام کی قوت احسان کو وہ اپنے اندر جذب کر کے دنیا کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچیں۔ ہر احمدی نے ہر غیر مسلم کے لئے جذب پیدا کرنا ہے اور اسے اسلام کی طرف لانا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے صلحائے اسلام کی مثالیں پیش کیں۔ مثلاً داتا گنج بخش۔ خواجہ اجمیری

کی۔ کہ کس طرح انہوں نے مخالف ماحول میں ڈیرے ڈالے۔
اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے امام کی توقعات پر پُورا اترنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء

یہ دن اسلام کی تاریخ میں ایک یادگار دن رہے گا۔ کہ اس روز ہسپانیہ میں قریباً پانچ سو سال کے وقفہ کے بعد ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ ہسپانیہ کا نام سنتے ہی ایک دردمند مسلمان کے دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے۔ قریباً پانچ سو سال تک یہاں اسلام کا غلغلہ رہا۔ مسلمانوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں یہاں لاثانی نقوش چھوڑے۔ مسلمانوں کے عروج کے زمانہ میں اندلس کی دانش گاہوں میں سارے یورپ سے طالب علم تحصیلِ علم کے لئے آتے۔ ابن خلدون۔ ابنِ رشد اس سرزمین سے پیدا ہوئے۔ لیکن نااتفاقی، باہمی چپقلش، نااہلیت، نے پھر وہ دن بھی دکھایا کہ اُندلس سے مسلمان ہی نہیں اسلام کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ مساجد گرجوں میں تبدیل کردیں۔ الحمراء کے محلّات اب دیدۂ عبرت کے لئے باقی رہ گئے۔ قرطبہ کی دانش گاہیں اجڑ گئیں۔ جب بھی ہسپانیہ کی تاریخ کے مطالعہ کا موقعہ ملتا ہے۔ دل سے ہوک اُٹھتی کہ گردشِ ایام پھر کبھی وہ دن آنکھ دیکھے گی۔

للہ الحمد کہ خدا کے ایک بندے قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے دلوں کی آرزو کو حقیقت میں بدل دیا
اس تاریخ ساز وجود نے قرآن ہاتھ میں لے کر یورپ میں یہ نعرہ بلند کیا — LOV FOR ALL
HAT FOR NONE ہماری نفرت کسی سے نہیں۔ ہمیں ہر ایک سے محبت کرنا ہے۔ مصلح موعود کی
دیرینہ خواہش تھی کہ پھر ہسپانیہ میں خدائے واحد کا نام بلند کیا جائے۔ [illegible] کی ایک عورت کے
جواب میں حضور نے فرمایا:۔

"ہسپانیہ ایک ایسا ملک ہے جس نے اسلام کی ایک دفعہ پہلے بھی روشنی دیکھی تھی۔ ....
.... (الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۵۲ء)

اور یہ سعادت "نافلۃً لّک" کے مصداق کے حصہ میں آئی۔ خدا کرے اہل ہسپانیہ کے دلوں سے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور ہوں اور ایک بار پھر اندلس کی سرزمین اسلام کے نُور سے جگمگا اُٹھے۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

اے آمدنت باعثِ آبادیٔ ما

للہ الحمد کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کامیاب و کامران واپس تشریف لائے۔ آپ کی مرکز سے جدائی کو ربوہ کا ہر باشی محسوس کرتا رہا۔ دولہا نہ ہو تو بارات کی کیا حقیقت۔ رُوح نہ ہو

توجسم کی کیا قیمت ۔ جب حضور ایدہ اللہ کی مرکز سے غیر حاضری محسوس ہوتی ۔ دل کو یہ کہکر تسلی دیتے کہ آخر ان پروانوں کا بھی حق ہے ۔ اُن عشاق میں سے کتنے ہیں جو یہاں آسکتے ہیں ۔ اُن کھیتوں کے لیئے بھی آب حیات درکار تھا ۔ اور پھر جب دیارِ غیر سے آنے والی رپورٹیں پڑھتے تو دل کو تسلی ملتی کہ الحمدللہ کاروان احمدیت کی رفتار تیز تر ہو رہی ہے عشاق اپنی والہیت اور عقیدت کا اظہار اس طرح کرتے کہ یہ حدیث سامنے آجاتی ۔

خیار ائمتکم تحبونہم و یحبونکم ۔

تمہارے بہتر امام اور قائد وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں ۔

اُن کی محبت اور خلوص اور دعائیں ہیں جو ابر رحمت کو کھینچ لیتی ہیں ۔ اور شفیق اور محب آقا اور اُن سے محبت ہی ہے کہ سفر کی تمام صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں ۔ بلال کی برادری کے کام و دہن دیر تک اس سفر کی لذتوں کو محسوس کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ حضور کے اس سفر کو ان عشاق احمدیت کے لیئے مبارک کرے اور حضور کا وطن واپس آنا ہر جہت سے مبارک کرے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور مساعی میں برکت دے ۔

سلامت روی و باز آئی

الحمدللہ کہ انصار اللہ کا پینتیسواں سالانہ اجتماع بخیر و عافیت اختتام پذیر ہوا ۔ دعاؤں ۔ ذکر الٰہی ۔ پاکیزہ کلمات ۔ اخوت و محبت کے جذبات میں یہ اجتماع پروان چڑھا ۔ عشاق نے اپنے پیارے امام کے کلمات طیبات سُنے ۔ رُخ انور کی زیارت کی ۔ تین دن رُوح پرور فضاؤں میں گذارے ۔ کس شوق و محبت سے وہ مائل پرواز ہوئے اور کن جذبات سے وہ مرکز سلسلہ میں وارد ہوئے ۔ تین دن مرکز میں مزید گہما گہمی اور رونق رہی ۔ مرکز میں رہنے والوں کے ایمان ان کو دیکھ کر تازہ ہوتے ہیں کہ ایسے مبارک لمحات ہر روز تو نصیب نہیں ہوتے ۔ مرکز میں آنے والوں کے جذبات بھی بے پناہ ہوتے ہیں ۔ وہ سفر کی صعوبت برداشت کرتے ہیں تا امام کی زیارت اور آپ کے کلمات سے اپنے ایمانوں کو جلا دیں ۔ خدا کرے وہ اپنے دامنِ مراد کو بھر کر یہاں سے جائیں اور اس عزم سے جائیں کہ قریباً دو ماہ بعد پھر اس مقدس اجتماع کے لئے آئیں گے جس کی بنیاد مسیح پاک کے مقدس ہاتھوں نے رکھی ۔ خدا کرے انکا جانا بھی مبارک ہو ۔ اور پھر آنا بھی مبارک ہو ۔ خدا کی رحمتوں کے سایہ میں جائیں ۔ دعائیں کرتے جائیں ۔ پھر آنے کے ارادہ سے جائیں کہ ایمان کی تازگی کے لئے بار بار کی زیارت اور ملاقات ضروری ہے ۔ قرآن کہتا ہے ۔ فانّ الذکر تنفع المومنین ۔ [illegible] ۔ اللہ کی باتوں اور امام کا ذکر مومنوں کے لئے نفع بخش ہے ۔ ایمان میں اضافہ کا باعث ہے ۔ اس سے دلوں کے زنگ دُور ہوتے ہیں ۔ حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ ایک دوسرے سے کہتے اجلس بنا نؤمن ساعۃ ۔ آؤ ایک گھڑی مل بیٹھیں اور ذکر رسول سے اپنے ایمانوں کو بڑھائیں ۔ پاک مجالس خدا اور اس کے رسول کا ذکر کیجئے [illegible]

سگ وفا مے کند تو انسانی

کُتا بھی وفا کرتا ہے تُو تو آدمی ہے

نیست ایں جائے کہ مقام مدام
ہوش کن تا نہ بد شود انجام
یہ جگہ ہمیشہ رہنے کا مقام نہیں ہے
خبردار ہو جا۔ تا خاتمہ بُرا نہ ہو

مہر آں زندہ نورت افزاید
مہر ایں مردگاں چہ کار آید
اُس زندہ کی محبت تیرے نُور کو بڑھائے گی
ان مُردوں کی محبت بھلا کس کام آئے گی

لقمہ و معدہ و سر و دستار
سر بسر ہست بخشش دادار
کھانا۔ معدہ۔ سر اور دستار
سب کی سب خدا کی بخششیں ہیں

حق باری شناس و شرم بدار
پیش زاں کز جہاں بہ بندی بار
خالق کا حق پہچان اور شرم کر
اِس سے پہلے کہ تُو دُنیا سے رخصت ہو

رو ازو ازچہ رو بگردانی
سگ وفا مے کند تو انسانی
تو اُس سے کیوں مُنہ پھیرتا ہے
کتا بھی وفا کرتا ہے تُو تو آدمی ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳)

یہ دنیا اور اسکی ساری محبتیں فانی ہیں۔ خُدا کی ہی ذات باقی رہنے والی ہے۔ اسلئے ہماری محبت اور وفا کا مرکز بھی وُہی ذات احدیت ہونی چاہیئے۔ خُدا کے بندے۔ خدا والے۔ دُنیا کو تین طلاقیں دیکر اُس آسمانی آقا سے رشتہ جوڑتے ہیں۔ کیا خوب فرمایا مسیح پاک نے کہ کتا بھی وفا کرتا ہے وہ اپنے مالک کے در کو نہیں چھوڑتا۔ تو انسان ہو کر کیوں وفا نہیں کرتا؟

تَخَيَّرَهُ الرَّحْمٰنُ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهٖ

تَخَيَّرَهُ الرَّحْمٰنُ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهٖ ذُكَاءُ بِجَلْوَتِهٖ وَبَدْرٌ مُّنَوَّرُ

خُدا نے اُس کو تمام مخلوق سے پسند کر لیا ہے وہ اسی نُور کی رُو سے سورج اور چودھویں کا چاند ہے

وَكَانَ جَلَالُ اللّٰهِ فِيْ غَزَوَاتِهٖ وَبَلِيَّةٍ خَفَى النَّارَ مِنْ اَنْفَاقِهِنَّ الْمُمْطِرُ

خدا کا جلال اُس کے بادل کی ادائی میں ہے اور اس بارش نے چوہوں کو بلوں سے نکال باہر کیا

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ كَهْفُ اُمَمٍ جَمِيْعِهَا شَفِيْعُ الْوَرٰى سَلَّى اِذَا مَا اُضْجِرُوْا

مہربان ہے رحیم ہے ساری اُمّت کی پناہ ہے مخلوق کا شافع ہے جب کوئی دل تنگ ہوا اس نے تسلی دی

اَلَا مَا هَجَرْنَا فِيْ ثَنَاءِ رَسُوْلِنَا لَهُ رُتْبَةٌ فِيْهِ الْمَدَائِحُ تُحْصَرُ

سنو! ہم نے اپنے رسُولؐ کی مدح میں مبالغہ نہیں کیا اُس کا رُتبہ ایسا بلند ہے کہ مدح بنداور ختم ہو جاتی ہے

(درّثمین عربی ص۳۵)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبّت میں عشاق نے چودہ سو سال میں اپنے جذبات کا مختلف پیرایہ میں ذکر کیا۔ آپ کے بلند رُتبہ کا بھی انہوں نے اپنے علم کے مطابق ذکر کیا۔ حق یہی ہے کہ اس برگزیدہ رسُول کا مرتبہ انسان بیان ہی نہیں کر سکتا۔ خُدا نے ان کے قرب کا مقام ماوراء العقل ہے۔

کیا خوب فرمایا مسیح پاک نے کہ ؎

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم

احمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کی شان خُدا کے سوا کون بیان کر سکتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کا سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کا سالانہ اجتماع ۲۲ ستمبر کو مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں منعقد ہوا۔ مجلس کی خوش نصیبی تھی کہ اس اجتماع میں بنفسِ نفیس صدر مرکزیہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے شرکت فرمائی۔ اجتماع کا پہلا اجلاس مکرم محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مرکزیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ نو بج کر بائیس منٹ پر مکرم مسعود احمد خورشید صاحب نے تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد صدر مجلس کی اقتداء میں عہدہ دہرایا گیا۔ ازاں بعد چوہدری اعجاز احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نظم "بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے" خوش الحانی سے پڑھی۔ نظم کے بعد مجلس ڈرگ روڈ اور مجلس ناظم آباد کے زعماء اعلیٰ نے اپنی اپنی مجلس کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔

صدر محترم کا خطاب

مکرم و محترم صدر صاحب محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ایک گھنٹہ تک بصیرت افروز خطاب فرمایا آپ کے خطاب کا ہر لفظ دل میں اتر جانے والا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ نیکی کو سنوار کر کرو اور کوشش کرو کہ نیکیوں میں ترقی ہوتی رہے۔ آپ نے اجتماع کی حاضری کا یہ فرمایا۔ مجلس کے مقامی اجتماع میں شامل ہونا قریب کی وجہ سے نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ حاضری یہ بتاتی ہے کہ فاصلے نیکیوں کو سنوار کر کرنے میں حائل نہیں ہوتے۔ اس ضمن میں آپ نے ڈرگ روڈ کی مجلس کی حاضری پر مسرت کا اظہار فرمایا کہ دور ہونے کے باوجود اُن کی حاضری سب مجالس سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا آپ نیکی کو سنوار کر کریں گے تو شکور و ودود خدا اپنی سُنّت کے مطابق اُس کا دس گنا اجر دے گا۔ اور آپ کے نتائج کا دائرہ وسیع تر ہوتا جائے گا۔ کارکنان کو آپ نے نصیحت فرمائی کہ انہیں مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ اور یہ کبھی نہیں سوچنا چاہیئے کہ ہماری مساعی کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ صبر اور دُعا سے کوشش کرتے چلے جائیے۔ اور یہ سمجھیں کہ ہماری سعی میں ابھی کوئی خامی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہمیشہ انکساری کا پہلو مدنظر رکھیں۔ یہ کبھی خیال نہ کریں کہ مَیں نے بہت کام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو غالب کا یہ شعر بہت پسند تھا ؎ جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی ٭ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ آپ کے خطاب کے بعد انصار نے اپنے اندر کام کا ایک نیا ولولہ محسوس کیا۔

دوسرا اجلاس ناظم صاحب ضلع مکرم نعیم احمد خاں کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مکرم مولوی عبد الحمید صاحب۔ راجہ ناصر احمد صاحب۔ شیخ محمد شریف صاحب۔ مکرم مسعود احمد خورشید صاحب۔ سید سعید احمد خالد صاحب۔ مکرم محمد رفیق صاحب عزیز آبادنے اپنی اپنی زندگی کا ایک ایک دلچسپ ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔ اس کے بعد ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب نے حفظان صحت کے اصول پر تقریر فرمائی اور اس تقریر کے بعد مکرم مظفر احمد صاحب منصور مربی سلسلہ نے آیت اشدّاء علی الکفار کی تفسیر میں صحابہ کرام کے اوصاف بیان فرمائے۔

تیسرا اجلاس محترم امیر جماعت احمدیہ کراچی چوہدری احمد مختار صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی سلطان محمود صاحب انور مربی کراچی نے "احمدیت کے پیغام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد سوالات و جوابات کی مجلس تھی۔ اس میں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔ محترم امیر صاحب، مربی سلسلہ اور صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔

ذکر حبیب

ازاں بعد دو صحابہ حضرت مسیح موعود مکرم و محترم محمد ظہور خان صاحب اور آغا محمد عبد اللہ صاحب نے ذکر حبیب کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

اختتامی اجلاس

یہ اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں انصار کی حاضری پچاس فی صد تھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم امیر جماعت احمدیہ چوہدری احمد مختار صاحب کی تھی۔ آپ نے "پندرھویں صدی اور ہم" کے عنوان پر اچھوتے رنگ میں دلنشیں خطاب فرمایا۔ اس کے بعد محترم ناظم صاحب ضلع کراچی نعیم احمد خان صاحب نے ضلع کراچی کی رپورٹ کارکردگی پیش کی۔ جس میں خاص طور پر آپ نے تعلیم القرآن کے بارہ میں مجلس کے کام کا ذکر کیا۔ رمضان المبارک کے ایام میں ہوتے والے تعلیم القرآن کے کام کا بھی آپ نے ذکر فرمایا۔ اور آخر میں آپ نے صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ امیر جماعت چوہدری احمد مختار صاحب اور مربیان سلسلہ اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

تقسیم انعامات

اس کے بعد صدر محترم نے تعلیم القرآن کے سلسلہ میں نمایاں کام کرنے والی اور حاضری میں اوّل رہنے والی مجالس میں

انعامات تقسیم فرمائے ۔

صدر محترم کا اختتامی خطاب

تقسیم انعامات کے بعد صدر محترم نے اپنے خطاب میں فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ وہ آپ کو دین کے لئے وقت صرف کرنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے ۔ لوگ چھٹی کے دن تفریحات کا پروگرام بناتے ہیں۔ لیکن آپ نے چھٹی کے دن خدا اور اس کے رسول کی باتیں سُننا پسند فرمائیں۔ اس ضمن میں آپ نے رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں حضورؐ نے فرمایا تھا کہ ذکر خدا کرنے والوں کے پاس بیٹھنے والے بھی ثواب سے محروم نہیں رہتے ۔ آپ نے فرمایا۔ دُنیا میں مہیب خطرہ کے بادل چھا رہے ہیں۔ اس سے نجات کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ذکرِ الہٰی۔ استغفار اور توبہ ۔ آپ نے فرمایا ۔ اللہ سے ایسا پیار کرو کہ تمہارے دل میں سوائے اُس کے کسی کا پیار نہ رہے اور تمہاری یہ کیفیت ہو جائے ۔ ؏

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

تقریر کے آخر میں آپ نے دُعا کرائی اور یہ مبارک اجتماع چھ بج کر تیرہ منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔

"خُدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو ۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو ۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ ۔ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اُسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو ۔ کیونکہ وہ پاک ہے ۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا ۔"

(کشتی نوح)

سجدہ قرآن کی دُعا

عن عائشہ قالت کان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول فی سجُود القراٰن باللیل "سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِی خَلَقَہٗ وشَقَّ سَمْعَہٗ وبصرہٖ بحولہ وقوّتہ"

(ترمذی ابواب الدعوات باب مایقول فی سجدۃ القرآن)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم رات کو سجدۂ قرآن میں یہ دُعا فرماتے تھے "میری ذات اس کے حضور سجدہ ریز ہوئی جس نے اُس کی تخلیق کی۔ پھر اُسے اپنی قدرت سے۔ بینائی اور شنوائی عطا فرمائی۔

سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں حبیب کبریا ہر وقت خدا کا ذکر کرتے تھے یذکر اللہ علیٰ کل احیانہ۔ ہر وقت خُدا کو یاد کرنا اور وقت کی مناسبت سے دُعاء کرنا۔ یہ ہمارے محبوب آقا کا خاصہ تھا۔ مسجد میں داخل ہونے کی دُعاء اور ہے اور خارج ہونے کی اور۔ داخل ہوتے اُس کے گناہوں کی بخشش اور رحمت کے دروازے کھولنے کی التجاء ہے۔ مسجد سے نکلتے وقت اس کے فضلوں کی طلب ہے۔ کھانا کھاتے وقت کی دُعاء اور ہے اور ختم کرنے پر دُعاء الگ ہے۔ شروع اُس کے نام سے ہے اور خاتمہ پر اُس کا شکر ہے۔ سوتے وقت کی دُعا اپنے آپ کو اُس کے سپرد کرنا ہے اور بیدار ہوتے وقت ہر شر سے اس کی پناہ کے لئے التجاء ہے۔

سجدہ قرآن کے وقت حضور جو دُعا فرماتے تھے اس کے دس گیارہ لفظ ہیں انہیں یاد کیجئے اور اپنے آقا کی اقتداء میں یہ دُعا کریں۔

رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قرآن سیکھو اور اس کو پڑھو کیونکہ قرآن سیکھنے اور اسے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کی مثال مُشک سے بھری ہوئی کستوری کی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلتی ہے۔"
(ترمذی)

سیّدنا عمرؓ کی ایک نصیحت

عن ابی بکر بن سلیمان بن ابی حشمۃ ان عمر بن الخطاب فقد سُلَیْمَانَ بن ابی حشمۃ فی صلوٰۃ الصبح وان عمر بن الخطاب غدا الی السوق و مسکن سلیمان بین السوق والمسجد فمرّ علی الشفاء امّ سُلیمان فقال لھا لم اَرَ سلیمان فی صلوٰۃ الصبح فقالت انہ بات یصلّی فَغَلَبَتْہُ عیناہ فقال عمر لان اشھد صلوٰۃ الصبح فی الجماعۃ احبّ الیّ من ان اقوم لیلۃ۔ (مؤطا امام مالک باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ علی صلوٰۃ الفذ)

سلیمان بن ابی حشمۃ کے بیٹے ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ ایک روز امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب نے صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حشمۃ کو نہ پایا۔ سلیمان کا مکان بازار اور مسجد کے درمیان تھا۔ حضرت عمر صبح بازار کی طرف گئے تو انہیں سلیمان بن ابی حشمۃ کی والدہ شفاء راستہ میں ملیں۔ آپ نے شفاء سے کہا۔ آج میں نے صبح کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا۔ امّ سلیمان شفاء نے عرض کی وہ رات نفل پڑھتے رہے۔ صبح کے قریب آنکھ لگ گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر سلیمان صبح کی نماز باجماعت پڑھتے تو میرے نزدیک یہ رات بھر تہجد پڑھنے سے زیادہ بہتر تھا۔

اس واقعہ سے نماز باجماعت کی اہمیت اور امیر المومنین کی بیدار آنکھ اور نگرانی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود اللہ کی سلامتی ہو آپ پر دعویٰ سے قبل ایک شخص حافظ معین الدین کے سارے خرچ کے متکفل ہو گئے۔ انہیں اپنے گھر رکھا کہ نماز باجماعت پڑھ لیا کریں گے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"اقام الصلوٰۃ کے ایک معنے ہی نماز باجماعت ادا کرنا ہے"

کوشش کیجئے کہ نماز باجماعت پڑھیں کہ اس کا ثواب ستائیس گنا زیادہ ہے۔

آگیا بزم میں جب ماہِ تمام ربوہ

نتیجہ فکر چوہدری خورشید احمد صاحب - اوکاڑہ

کس قدر اونچا ہے دنیا میں مقام ربوہ
لب پہ سب کے جاری ہوا نام ربوہ

تشنگانِ مئے وحدت کو سنا دو مژدہ
آتے ہیں دور میں پھر بادہ و جام ربوہ

پھر ہوئی جاتی ہے تسخیر قلوب انساں
چار سُو دہر میں پہنچا ہے پیام ربوہ

نور کے چشمے اسی بستی سے اب پھوٹیں گے
کیوں نہ ہوں جان سے پیارے در و بام ربوہ

صبح اس قریہ کی سجدوں سے منوّر ہر دم
طُور کی جس میں تجلّی ہے وہ شام ربوہ

نور کے جلووں سے ہر ذرّہ بنا رشکِ قمر
آگیا بزم میں جب ماہِ تمام ربوہ

کیوں نہ خورشید بصد فخر و مباہات کہے
ہے امام اپنا وہی جو ہے امام ربوہ

تربیت اولاد۔ ہماری ذمّہ داری اور اس کے طریق

انصاراللہ ربوہ کے مقامی یک روزہ سالانہ اجتماع میں پڑھا گیا۔

(غلام باری سیف۔ ربوہ)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یاایّھاالذین اٰمنوا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا

(التحریم : ۷)

آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وے لوگو جو ایمان لائے۔ اپنے نفسوں اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ۔
ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ

اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو موجبات جہنم سے بچاؤ اور انہیں اللہ کے احکام بجالانے اور جن امور سے خداتعالےٰ نے منع کیا ہے اُن سے بچنے کی تلقین کریں۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (طٰہٰ : ۱۳۳)

کہ اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور اس پر مداومت اختیار کرو۔

حضرت جابر بن سمرہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں:۔

لان یودّب الرجُلُ ولدَہٗ خیرٌ من ان یتصدّق بصاعٍ۔

(ترمذی ابواب البرّ والصلۃ باب ماجاء فی ادب الولد)

کہ آدمی اپنی اولاد کی تربیت کرے اُسے اخلاق سکھائے۔ یہ ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔ صاع کا وزن قریبًا اڑھائی سیر کے برابر ہوتا ہے۔

اسی باب کی دوسری حدیث ہے:۔

ما نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نُحْلٍ افضل من ادب حسنٍ

کہ کسی باپ کا اپنی اولاد کو عطیہ اچھے اخلاق سے بہتر نہیں ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے ایک حدیث مروی ہے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں آئی ہے۔ رسولِ خدا صلّی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا :-

کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیّتہٖ والرّجلُ راعٍ فی اھلہٖ ومسئولٌ من رعیّتہٖ والمرأۃُ راعیۃٌ فی بیتِ زوجھا ومسئولۃٌ عن رعیّتھا۔ الخادم راعٍ فی مال سیّدہ ومسئول عن رعیّتہٖ۔

کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اُن افراد کی جن کا وہ نگران ہے صلاحیت اور صالحیت کے متعلق بازپرس ہوگی۔ آدمی نگران ہے اپنے خاندان کا اور اللہ اس سے ان کے متعلق پوچھے گا۔ عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے ان کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس کے لئے وہ عنداللہ مسئول ہے۔

پس اہل و عیال کی تعلیم و تربیت۔ ان کی بہبود۔ ہماری ذمہ داری اور ہمارا فرض ہے۔

یہ حدیث بتلاتی ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کا ہر فرد نگران ہے اور اس سے اس کے حلقہ اثر کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہاں یہ کافی نہیں کہ وہ تو نیک اور صالح ہے وہ یہ کہکر سُرخرو اور سبکدوش نہیں ہو سکتا کہ مجھے کسی کی کمزوری اور کوتاہی سے کیا تعلق۔ مسند احمد کی حدیث ہے۔ حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

تم میں سے اگر کوئی بُرائی دیکھ کر اُسے دُور نہیں کرتا۔ تو بدی کا مرتکب اگر اُس نے توبہ نہ کی تو عذاب کی لپیٹ میں آئے گا۔ یوشک ان یعمھم اللہ بعقاب منہ۔ ڈر ہے کہ وہ بھی عذاب کی لپیٹ میں نہ آجائے جس نے برائی کو دیکھا اور اُسے ہٹانے کی کوشش نہ کی۔

آپ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت لا یضرّکم من ضلّ اذا اھتدیتم کہ اگر تم ہدایت یافتہ ہو تو کسی کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ اس وقت ہے۔ جب تم اپنا فرض اصلاح معاشرہ کا ادا کر چکے ہو۔ مسلمان کو تو حکم ہے۔ "واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا" کہ خُدا کی شریعت کو چند آدمی نہیں سب کے سب تھامو۔ نظام سے کسی کو بھی الگ نہ رہنے دو اور یہ بھی اس آیت کے معنے ہیں کہ پوری مضبوطی سے خُدا کی رسّی کو تھامو۔ پُورا زور لگاؤ کہ یہ رسّی ہاتھ سے چھُوٹنے نہ پائے۔

اولاد کا حق

جہاں ماں باپ کے ادب اُن کی خدمت اور حقوق کے بارہ میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات ہیں وہاں امام بخاری اپنی شہرہ آفاق کتاب ادب المفرد میں ایک قول لائے جو حضرت ابن عمر کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

كَمَا اَنَّ لِوَالِدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا كَذٰلِكَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ ـ

(ادب المفرد باب برّ الاب لولدہ)

کہ جس طرح تیرے باپ کا تجھ پر حق ہے ۔ اسی طرح تیری اولاد کا تجھ پر حق ہے ۔

اور ظاہر ہے کہ حق کا ادا نہ کرنے والا مجرم ہے ۔ اور اگر وہ حق ادا کرتا ہے تو وہ احسان نہیں کر رہا ۔ احسان تو عدل سے بڑھ کر ہے کہ کسی کے عمل سے بڑھ کر جزا دی جائے اور پدرانہ شفقت کے جذبہ کی مانند یہ جزا ہو ۔ طبعی محبّت کے تحت ہو اور دوسرے کے سلوک سے بڑھ کر ہو ۔

آگ سے مُراد

اُوپر جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے جس میں خُدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے آپ اور اولاد کو آگ سے بچانے کا حکم فرمایا ہے ۔ اس میں آگ سے مُراد بداخلاقی ۔ گناہ ۔ خُدا کی معصیت ۔ اُس کے احکام کا بجا نہ لانا ہے ۔ پس معلوم ہوُا ہمیں اپنی اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت کرنی چاہیئے ۔ ہمارا فرض ہے کہ وہ اچھے مسلمان ہوں ۔ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں ۔ بااخلاق ہو ۔ اللہ کے اوامر کو بجالانے والے اور جن باتوں سے اُس نے منع کیا ہے اُن سے رُکنے والے ہوں ۔

اور یاد رکھئے کہ حدیثِ رسول یہ ہے کہ اولاد کو آپ کا سب سے بڑا عطیہ یہی ہے کہ وہ اخلاق کے زیور سے نہ تعلیم کی دولت سے مالا مال ہوں ۔ دولت تو ڈھلتی چھاؤں ہے ۔ جو آج آپ کے پاس ہے تو کل دوسرے کے پاس ہوگی ۔ رات کی تاریکی میں اسے کوئی چرا سکتا ہے ۔ ہوسکتا ہے یہ تمہاری اور تمہارے عزیزوں کی جان لیوا ثابت ہو جائے ۔ لیکن اخلاق حسنہ کا زیور تو دوسروں کو بھی آپ کا گرویدہ کرلے گا ۔

اُس قوم کو کوئی شکست نہیں دے سکتا جس کی آئندہ نسل ۔ اُس امانت کی دیانت دار حامل ہو جس امانت کو اس کے آباءو اجداد نے سینوں سے لگا رکھا ہے ۔ اور اس قوم کو کسی خارجی دشمن کی ضرب اور حملے کی ضرورت نہیں جس کی آنے والی نسل اپنے اسلاف کی طرح قربانی کرنے والی ۔ نمازوں کی مداومت اور خشوع وخضوع سے اُسے ادا کرنیوالی ہو ۔

پہرہ بدل رہا ہے

انصار بزرگو! سیّدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اصطلاح میں بات کرتا ہوں ۔ کہ پہرہ بدل رہا ہے ۔ نئے ہاتھ اُس جھنڈے کو تھامنے والے ہیں جسے آپ نے بلند رکھا ۔ جنگِ موتہ میں جعفر طیّار نے اس وقت تک جھنڈا تھامے رکھا جب تک باری باری دونوں ہاتھ کٹ نہیں گئے ۔ اور انہوں نے جان جان آفریں کے سپرد نہیں کردی ۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ پھر اسلامی جھنڈا مسلمانوں نے سرنگوں نہیں ہونے دیا ۔ اُحد کے میدان سے آج بھی زخمی سعد بن ربیع

انصار کی آواز گونج رہی ہے ۔ آج بھی وہ پیغام سنائی دے رہا ہے ۔جو انہوں نے اپنی قوم کے نوخیز نوجوانوں کو دیا تھا کہ اے میری قوم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خُدا کی امانت ہے ۔جب تک ہم زندہ رہے ہم نے اس امانت کی جان دے کر حفاظت کی ۔ اب یہ امانت ہم تمہارے ہاتھوں میں دے رہے ہیں ۔ یاد رکھو اگر تمہارے جیتے جی یہ امانت ضائع ہوگئی ۔ تو خُدا تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کرے گا ۔

انصار اللہ ! یہ امانت منتقل ہوتی ہے کہ کسی فرد کو ہمیشہ بقا نہیں ۔تو نئے رنگروٹوں کی تربیت کریں یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ جعفر طیار اور سعد بن ربیع کی طرح حامل لوائے اسلام ہوں ۔ اور ہم اس کے لئے خُدا کے حضور مسئول ہیں ۔

تربیت کے طریق

دُعاء :۔ اس جہاں کا ایک خالق ہے ۔ وہ تمام صفات حسنہ کا مالک ہے ۔ وہ تمام قدرتوں کا مالک ہے ۔اس کے اِذن کے بغیر پتہ بھی ہل نہیں سکتا ۔ وہی ہوتا ہے جو وہ چاہے ۔انسان کی تدبیریں عبث ہیں ۔اگر اُس کا فضل شامل نہ ہو ہماری کوششیں لاحاصل اور بے نتیجہ اگر اُس کا کرم نہ ہو ۔ وہی ہے جو

يُخْرِجُ الحَيَّ مِنَ الْمَيِّت ويخرج الْمَيِّتَ مِنَ الحَيّ

گرتے ہوؤں کو تھامنے والا وہی ہے اور بگڑی اُسی کے فضل سے بنتی ہے ۔ وہ جبّار ہے ۔ اُس کے سامنے کوئی چیز انہونی نہیں ۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اسکی کوشش سے اس کی اولاد سنور جائے گی تو یہ بھی ایک گونا شرک ہے ۔ہماری اختیار میں ہی کیا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

"دل خُدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جیسے چاہے اُسے بدلتا ہے ۔"

پس اولاد کی تربیت کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے کہ خُدا سے ہم دعا کریں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ دُعا کیا کرو ۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ
وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ
اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝　　(الاحقاف آیت ۱۶)

اے ربّ مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کرسکوں جو تُو نے مجھ پر کی اور میرے والدین پر کی (خُدا کی توفیق کے بغیر تو اس کا شکر بھی انسان ادا نہیں کرسکتا) اور یہ بھی توفیق دے کہ میں ایسے نیک اعمال بجالاؤں جنہیں تو پسند کرتا ہے ۔ اور میری اولاد کو بھی نیک بنا ۔

اے اللہ میں اس غرض کے لئے تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔ اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

آیت کا آخری حصہ اس امر پر دال ہے کہ دُعاء کی قبولیت اور اولاد کی تربیت کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ ماں باپ خود اللہ کے فرمانبردار ہوں۔ وہ نیک ہوں گے تو خُدا کا فضل دعاء کے ذریعہ جذب ہوگا۔

پس تربیت کا پہلا اور مؤثر ذریعہ یہ ہے کہ بچوں کے نیک ہونے کے لئے دُعا کی جائے۔ مامور زمانہ بانی جماعت احمدیہ کو خدا نے مبشر اولاد عطاء کی تھی اور صالحین کو جب خُدا اولاد کی بشارت دے تو ان کا صالح ہونا مقدر ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے حضور فرماتے ہیں کہ

"میں ہر نماز میں اپنے اہل و عیال کے لئے دُعا کرتا ہوں"

پس دُعاء کیجئے کہ بانی جماعت احمدیہ نے یہ ہتھیار تمہارے ہاتھوں میں دیا ہے۔ دعا ناممکن کو ممکن میں بدل دیتی ہے ؎ اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

دوسرا طریق۔ تعلیم و تربیت

قرآن کی تعلیم ہے۔ لا تقتلوا اولادکم خشیة املاق (الانعام آیت ۱۵۲) کے یہ معنے بھی ہیں کہ اولاد کی تعلیم پر خرچ کرنے میں کوئی دریغ نہ کیجئے۔ آپ کی دولت کا یہ مصرف صحیح اور برمحل ہے۔ نیک اور لائق اولاد بہتر جائیداد اور قیمتی متاع ہے۔ متحدہ ہندوستان میں ہم سُنتے تھے۔ بیٹے کی کمائی مکان کی تعمیر اور لڑکی کی شادی پر صرف ہوتی تھی۔ وہ تین تین دو دو براتیں روکتے اور جہیز کی نام و نمود کے لئے دیوالیہ تک ہو جاتے اور جو بچتا جاٹ زمیندار کی کمائی مقدمات پر خرچ ہوتی۔ احمدی روایات تو یہ ہونی چاہئیں کہ اس کی دولت اور کمائی اشاعت اسلام اور اولاد کی تعلیم و تربیت پر خرچ ہوتی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے ایسا ہی ہے۔ موجودہ امام جماعت نے جماعت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی۔ ہمارا تعلیم کا تناسب سب سے بڑھ کر ہونا چاہیئے۔ جہالت قوموں کو تنزل کی طرف لے جاتی ہے اور علم انہیں بام ترقی پر پہنچاتا ہے اور علم سے میری مُراد دانش، فہم اور تفقہ کی ہے۔ خدا کرے ہماری نئی نسل کا ہر فرد دانشور اور دانشمند ہو جائے۔ اور ربوہ دانش گاہ۔

تیسرا طریق تربیت کا یہ ہے

بچپن میں تربیت کریں کہ بچپن کا زمانہ تربیت کے لئے زیادہ بہتر وقت ہوتا ہے۔ امام ابن حجر کتاب فضائل القرآن میں باب تعلیم الصبیان القرآن کے تحت یہ قول لائے۔

التعلم فی الصغر کا النقش فی الحجر

(فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۶۸ مطبوعہ مصر)

کہ بچپن میں تعلیم کی مثال پتھر میں نقش کی ہے۔ بچپن کا نقش لوح قلب پر گہرا اور دیرپا اثر چھوڑتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا :۔

اِنَّ الغصون اذا قَوَّمْتَهَا اعتدلت ولا یلین ولو قوّمته الخشب

کہ ٹہنی کو تو سیدھا کرنا چاہے تو ہو سکتا ہے لیکن جب وہ لکڑی کی طرح سخت ہو جائے تو سیدھی نہ ہو گی۔

اسی باب میں ابن حجر حضرت ابن عباس کا یہ قول لائے کہ میں نے دس سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے صاحبزادگان اور بچیوں کو سب سے پہلے قرآن ہی پڑھایا کہ جس کی تعلیم کی عمارت میں پہلی اینٹ خدا کا کلام ہو اُس عمارت کی برکت میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی فرماتے ہیں اگر بچے کو سب سے پہلے قرآن کی تعلیم دی جائے تو بچہ نیکی پر قائم رہتا ہے۔

اسلام نے تو یہ بھی یہ تعلیم دی کہ اولاد کے حصول کی کوشش کے وقت سے دعا کرنا شروع کر دو۔ حدیث ہے کہ اس وقت کی دعا کی تاثیر یہ ہو گی کہ بچہ شیطان کے ضرر سے بچ جائے گا۔

چوتھا طریق

چوتھا طریق تربیت کا فہمائش ہے کہ آپ کے سامنے اگر بچہ کوئی غلط عمل کرتا ہے تو اُسے مناسب طریق پر میٹھے بول سے سمجھائے۔ تربیت کے کسی موقعہ کو نظر انداز نہ کریں۔ امام نووی۔ باب وجوب امرہ اَھْلَہٗ واولادہ الممیزین وسائر من فی رعیتہ) کے تحت یہ حدیث لائے کہ ام سلمہ کے بیٹے عبداللہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے حضور کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے وہ ہاتھ پلیٹ میں ادھر اُدھر مارتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور جو تمہارے سامنے ہے وہ کھاؤ۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے ہمیشہ اسی پر عمل کیا۔

اگر بچہ آپ کے سامنے قمیص یا کوٹ پہنتے وقت پہلے بایاں بازو پہنتا ہے یا بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر پانی پیتا ہے تو اسے سمجھائیے۔ بیٹا ! پہلے دایاں بازو پہنو۔ دائیں ہاتھ سے پانی پیو۔ مسجد میں دایاں پاؤں پہلے داخل کرو۔ نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے نکلے۔ جوتا پہنتے وقت دایاں پاؤں پہلے پہنو۔ بڑے کو سلام کرنے میں پہل کرو۔

اسی باب کے تحت امام نووی جو مسلم کے عظیم شارح گزرے ہیں۔ ایک اور حدیث لائے کہ ایک بار حضرت حسن علی نے صدقہ کی ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اخ تھو۔ تھوک دو بیٹا۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ پس بچہ اگر گالی دیتا ہے تو روک دیجئے۔ اُسے کہئے بیٹا تمہیں علم نہیں کہ

احمدی بچے گالی نہیں دیتے۔ وہ چندہ طلب کرنے والے سے سختی سے پیش آتا ہے تو سمجھائیے بیٹا یہ مناسب نہیں۔ وہ کسی رشتہ دار کو بُرے الفاظ سے یاد کرتا ہے تو اُسے صلہ رحمی کی تاکید کیجئے۔

پانچواں طریق

پانچواں طریق تربیت کا یہ ہے کہ بچے کو قرآن اور رسُول خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعائیں۔ مسیح پاک کے پاکیزہ اشعار یاد کر لیجیے۔ امام ترمذی الواب الدعوات میں ایک حدیث لائے کہ حضرت سعد اپنے بیٹوں کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں یوں یاد کیا کراتے جیسے مکتب میں استاذ بچوں کو سبق یاد کراتا ہے اور اس کے بعد انہوں نے یہ دُعا درج کی ہے :-

اَللّٰھُمَّ اِنّی اعوذبکَ من الجبن والبخل واعوذبك من ارذل العمر و اعوذبك من فتنة الدنیا وعذاب القبر۔

کہ اے اللہ میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ ارذل العمر، دُنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بچوں کو بزدلی نہ بنائیے۔ انہیں کسی ہوا سے نہ ڈرائیے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہم زلف حضرت زبیرؓ جنہیں حضور نے اپنے حواری کا لقب عطا فرمایا تھا۔ جنگ میں اپنے چھوٹے بیٹے کو ساتھ لے جاتے تھے۔ گھوڑے پر اُسے چڑھا دیتے اور خادم ساتھ کر دیتے۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں۔ مَیں اپنے باپ کے مندمل زخم میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔ پس ان بچوں کو ابھی سے درس صدق سکھائیے۔ کہ زندہ قوموں کے بچے کُتّے کے پِلّے سے نہیں کھیلا کرتے۔ وہ اپنے ہاتھ صاف رکھتے ہیں۔ اور عزم بلند اور اس کے لیئے وہ خُدا سے دُعا کرتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مبارک سے نکلے ہُوئے الفاظ میں بڑی برکت ہے۔ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے الفاظ خُدا کو بہت پیارے ہیں کہ وہ اُسی نے ہی تو سکھائے تھے۔ یا ایّہا المزمل، کا مصداق خدا کا محبّ تھا۔ خُدا کا محبُوب تھا۔ خُدا سے محبّت کرنا اور اُسی سے مانگنے کے انداز اُسی نے تو ہمیں سکھائے۔ بس اپنی اولاد۔ وہ انداز اور الفاظ سکھائیے۔ جو خُدا کے محبوب کے تھے۔

چھٹا طریق

چھٹا طریق تربیت کا مَیں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اپنی اولاد کو نمازی بنائیے۔ ایسا نمازی کہ نماز اُن کی روح کی غذا ہو۔ وہ جب نماز کے لیئے کھڑے ہوں تو اُن کی حرکات وسکنات سے خشوع وخضوع ہویدا ہو۔ نماز کی تلقین کیجیے۔ انہیں بتائیے کہ قرآن میں نماز کی یہ فضیلت ہے۔ حدیث میں نماز کی تمثیل اُس نہر کی بیان ہوئی ہو جس میں

نہانے کے بعد جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہتی۔ اُنہیں بتلائیے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں"

اُسے بتلائیے کہ باجماعت نماز کا ثواب اکیلے کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ خُدا کے برگزیدہ رسُول خُدا فرماتے ہیں :۔

"عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلٰوۃَ ابنَ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا ابنَ عَشْرَۃٍ"

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء یومر الصبی بالصلوٰۃ)

کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اُسے نماز سکھاؤ۔ تمہاری تین سال کی تربیت کا نتیجہ یہ ہو کہ دسویں سال میں وہ نمازی بن جائے۔ اب تم اُس کی ترک صلوٰۃ کو برداشت نہ کرو۔ اُس کی تعلیم و تربیت۔ لباس و خوراک کا اہتمام کرتے ہو تو اس امر کا بھی اہتمام کرو کہ وہ خُدا کا عابد، نمازی بندہ ہو۔ اگر ہم بچوں کو صبح کی نماز کے عادی بنا دیں تو بچوں کو سحر خیزی کی عادت ہو جائے گی۔ مَیں نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی اپنے بچوں کو صبح کی نماز کے لئے اٹھانے کی آواز اپنے کانوں سے سُنی ہے۔ اُس کے بعد وہ ہم احمدیہ بورڈنگ کے طلباء کو اٹھاتے تھے۔ اور بچوں کو ذہن نشین کرتے کہ صبح کی نماز کے بعد باہر نکلو۔ نسیم سحری کا لطف اٹھاؤ۔ قدرت خُداوندی کا تماشہ کرو۔ دیکھو پرندے بھی خُدا کی تسبیح کر رہے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے سبق کو نہ بھولو۔ سیر اور ورزش سے غافل نہ ہو۔

حدیث ہے نومۃ الصبح تورث الفقر کہ صبح کا سونا اولاد کو محتاج بنا دیتا ہے۔
اور دوسری حدیث ہے۔ اذا صلیتم الفجر فلا تنوموا عن طلب ارزاقکم کہ صبح کی نماز پڑھ چکے تو ہاتھ پاؤں ہلاؤ۔ کام کرو۔ نیند ساتھ بااب چارپائی کو چھوڑ دو۔ بستر لپیٹ دو اور پڑھائی یا کام کاج میں مصروف ہو جاؤ۔ جو رفعتوں کو چھونا چاہتا ہے وہ سحر خیزی کی عادت پیدا کرے۔ موتی وہی لائے گا جو سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں اترے گا۔ ؎

مَنْ طَلَبَ العُلٰی سھر اللیالی ۔۔۔ یخوض البحر من طلب اللآلی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حمیدٌ مَّجِیْدٌ۔

مصطفٰے پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ۔۔۔ اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام ۔۔۔ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

(حضرت مسیح موعود)

یورپ میں ہونیوالے ایک سیمینار کیلئے یہ نوٹ مرتب کئے گئے

غلام باری سیف

اسلامی معاشرہ

ISLAMIC SOCIETY

اسلامی معاشرہ کی اخلاقی و روحانی بنیاد

MORAL SPIRITUAL BASIS OF ISLAMIC SOCIETY

اسلامی سوسائٹی کی اخلاقی و روحانی بنیادوں کے لئے یہ امر کافی ہے کہ

- اسلامی معاشرہ کے اصول ہمارے خالق و مالک خدا نے قرآن مجید میں بیان فرمائے اور اسکی تشریح و توضیح بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن الفاظ پر بیعت لیتے تھے ان میں سے ایک امر حقوق اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ باقی سب حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ الفاظ یہ تھے:-

(ا) حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا:-

بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئًا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ۔

(بخاری کتاب الایمان باب علامۃ الایمان حب الانصار)

ترجمہ:- میری بیعت کرو کہ تم شرک نہ کرو گے یعنی خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے۔ چوری نہ کرو گے زنا نہ کرو گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے۔ ایک دوسرے پر بہتان نہ باندھو گے اور نیکی کے امور میری اطاعت کرو گے"

(ب) نماز روزہ کے علاوہ اس پر بھی بیعت لیتے تھے کہ ہر ایک کی خیر خواہی کرو گے۔

(بخاری کتاب الایمان باب الدین النصیحۃ)

- حدیث کی سب سے مشہور کتاب بخاری میں یہ حدیث آئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم

(بخاری کتاب الایمان باب الدین النصیحۃ)

کہ " دین ہے ہی خیر خواہی ۔ اللہ کی ۔ اس کے رسول کی اور عام مسلمانوں کی "۔

پس معلوم ہوا کہ اسلامی معاشرہ کی اخلاقی اور روحانی بنیاد یہ ہے کہ اس کے احکام خُدا اور اس کے رسول نے وضع فرمائے اور ان امور کو دین کا حصہ بلکہ دین یعنی عین مذہب قرار دیا ۔ اور اسلامی معاشرہ کے احکام اور ہدایت کی خلاف ورزی کرنے والے کو خُدا کا نافرمان قرار دیا ۔ جیسے

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ایمان سے عاری قرار دیا جو اپنے پڑوسی کو گزند پہنچاتا ہے ۔ فرمایا :۔

واللہ لا یومن واللہ لا یومن قیل من یا رسول اللہ قال الذی لا یامن جارہ بوائقہ ۔ (بخاری کتاب الادب باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہ)

(۲) خندہ پیشانی سے پیش آنے کو نیکی قرار دیا ۔ فرمایا :۔

ان من المعروف ان تلقی اخاک بوجہ طلق ۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی طلاقۃ الوجہ وحسن البشر)

(۳) جو روزہ رکھے لیکن جھوٹ بولنے اور جھوٹے کاروبار سے احتراز نہ کرے اس کا روزہ بھی خُدا کو قبول نہیں ۔ فرمایا :۔

من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ ۔ (بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل فی الصوم)

(۴) حدیث میں آتا ہے کہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ذکر ہوا کہ فلاں عورت رات تہجد پڑھتی ہے دن کو روزہ رکھتی ہے اور صدقہ و خیرات بھی کرتی ہے اور اچھے کام کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو زبان سے ایذا دیتی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ یہ عورت جہنمی ہے اسکی کوئی نیکی نہیں ۔ پھر ایک عورت کا ذکر ہوا کہ فلاں عورت صرف فرض نماز ہی پڑھتی ہے ۔ کچھ کپڑے صدقہ دیتی ہے ۔ لیکن کسی کو تکلیف یا ایذا نہیں پہنچاتی ۔ یہ سُنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ یہ عورت جنتی ہے یعنی اسے خُدا کی رضا نصیب ہوگی ۔

عربی عبارت یہ ہے :۔

سمعت ابی ھریرۃ یقول قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول ان فلانۃ تقوم الیل وتصوم النہار وتفعل وتصدق وتوذی جیرانھا بلسانھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا خیر فیھا ھی من اھل النار قالوا وفلانۃ تصلی المکتوبۃ وتصدق بالاثوار ولا یوذی احدا

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ھی من اھل الجنۃ -
(ادب المفرد باب لا یوذی جارہ)

یہ حدیث امام بخاری کی مشہور کتاب ادب المفرد میں ہے اس کتاب میں امام صاحب نے اخلاق کے بارہ میں ہی احادیث جمع کی ہیں -

ان مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ معاشرہ سے متعلق احکام یا اخلاق دین کا ہی حصہ ہیں - اگر ان کی کوئی پابندی نہیں کرتا تو وہ شخص خدا اور اس کے رسول کے احکام کا نافرمان ہے - اسے مرنے کے بعد ابدی سکون یعنی جنت نصیب نہ ہوگی - یہ چند مثالیں میں نے پیش کی ہیں ورنہ اس مفہوم کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ حقوق العباد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانیٔ اسلام نے مذہب کا حصہ قرار دیا اور ان کی پابندی نہ کرنے والے کو گنہگار اور مذہب کا مجرم قرار دیا -

ایک ارشاد رسول ہے کہ :-
الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ -
(بیہقی شعب الایمان)

کہ مخلوق اللہ کی عیال ہے - اور خدا کو مخلوق میں سے وہی زیادہ محبوب ہے جو خدا کی عیال یعنی اولاد سے بہتر سلوک کرتا ہے -

یعنی سوسائٹی کے سارے اراکین خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ایک کنبہ کے افراد ہیں اور ان افراد معاشرہ سے حسن سلوک خدا کا محبوب بننے کا ایک ذریعہ ہے - پس ثابت ہوا کہ سوسائٹی کے بارہ میں احکامات افراد معاشرہ کی بہبود اور خیر خواہی مذہب کا حصہ بلکہ عین مذہب ہے اور یہ ہے اسلامی سوسائٹی کی اخلاقی و روحانی بنیاد کہ اس کے احکام اور ہدایات خدا اور اس کے رسول کی وضع کردہ ہیں اور یہ مذہب کا حصہ ہیں - اگر کسی فرد، سوسائٹی کی زندگی کا یہ پہلو تشنہ تکمیل ہے تو اس کا مذہب بھی نامکمل ہے کہ اسے بانیٔ اسلام نے ایمان اور دین قرار دیا -

اس بارہ میں اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد بانیٔ جماعت احمدیہ کا یہ قول بھی بہت واضح اور فیصلکن ہے - آپ فرماتے ہیں :-

"انسان کا جب بھائیوں سے معاملہ صاف نہیں تو خدا سے بھی نہیں - بیشک خدا کا حق بڑا ہے مگر اس بات کو پہچاننے کا آئینہ کہ خدا کا حق ادا کیا جا رہا ہے یہ ہے کہ مخلوق کا حق بھی ادا کر رہا ہے کہ نہیں" (بدر ۹ رجنوری ۱۹۰۸ء)

اہلی زندگی FAMILY LIFE

اسلامی معاشرہ کا ایک یونٹ خاندان ہے کہ اس مجموعہ افراد کو خون کے رشتہ نے باہم کیا ہے چونکہ یہ ایک طبعی اکائی ہے اس لئے اس کے افراد کے بارہ میں بھی اسلام نے ہمیں ہدایات دیں۔ جہاں تک ذمہ داری کا تعلق ہے اسلام نے اس یونٹ کے ہر اہم فرد کو ذمہ دار قرار دیا اسے اس اکائی کی بہتری اور بہبود کا ذمہ دار قرار دیا۔ فرمایا:۔

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ قال کلکم راع وکلکم مسئول رعیتہ والامیر راع والرجل راع علی اھل بیتہ۔

(بخاری کتاب النکاح باب المرأۃ راعیۃ فی بیت زوجھا)

یعنی تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اسے اس ذمہ داری کی وجہ سے خدا کے سامنے جواب دہ ہونا ہوگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچے کی نگران ہے اور مرد اپنے اہل و عیال کے گھر کا نگران ہے اور رئیس یعنی سردار بھی ذمہ دار ہے۔

اگر عورت یعنی بیوی اپنے آپ کو گھر کی مالک نہیں سمجھتی یعنی وہ گھر کی ذمہ داری قبول نہیں کرتی تو اکیلا مرد اپنی گاڑی کو کیسے کھینچ سکتا ہے اس لئے بیوی بھی ذمہ دار ہے اور یہ ذمہ داری اولاد کی پرورش، نگہداشت اور ان کی تعلیم و تربیت ہے۔

خاوند HUSBAND

میاں بیوی میں سے اسلام نے گھر کے نان و نفقہ اور اخراجات کی ذمہ داری خاوند پر رکھی ہے۔ بیوی بوقت ضرورت اس کا ہاتھ تو بٹا سکتی ہے لیکن کسب معاش کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری مرد پر ہے۔ قرآن فرماتا ہے:۔

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا

(نساء آیت ۳۵)

مردوں کو گھر پر نگہبان کی فوقیت حاصل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خلقی اور ذہنی طور پر ان کو مضبوط قویٰ بخشے ہیں اور اس لئے کہ وہ نان و نفقہ کے ذمہ دار ہیں۔

اہلی زندگی میں خاوند کی ذمہ داری یقیناً ایک کٹھن کام ہے اور وہ اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا جب تک اسے گھر کی طرف سے اطمینان و سکون اور SECURITY حاصل نہ ہو۔ اس ارشاد میں بانیٔ اسلام نے اس حقیقت

کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ فرمایا :۔

الا اخبرک بخیر ما یکنز المرء المرأۃ الصالحۃ اذا نظر الیہا سرتہ
و اذا امرہا اطاعتہ و اذا غاب عنہا حفظتہ ۔

(ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب فی حقوق المال)

کہ اے لوگو! کیا میں تمہیں اس عظیم دولت کا پتہ نہ بتاؤں جو مرد جمع کرتا ہے وہ دولت نیک عورت ہے کہ جب خاوند اُسے دیکھے مسرت سے اس کی سب کلفتیں دُور ہو جائیں اور جب وہ اپنی بیوی کو کچھ کہے تو وہ اس کی بات کو مانے اور جب وہ گھر سے باہر کہیں جائے تو عورت خاوند کی امانت کی حفاظت کرے ۔

بیوی WIFE

اُوپر یہ عرض کر چکا ہوں کہ عورت کو خاندان اور بچوں کی نگرانی سونپی گئی ہے اور عائلی زندگی میں وہ مرد کی بمنزلہ وزیر اور مشیر کے ہے ۔ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے قومی امور سے مشورہ لیتے تھے جبکہ اسلام سے قبل عورت کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی ۔ اسے گھریلو معاملات میں کسی مشورہ دینے کا حق نہ تھا ۔

خاوند کو خصوصی طور پر بیوی سے حسن سلوک کی تاکید کی اور اس حد تک حسن سلوک کی تاکید کی کہ خاوند کی اپنی مرضی کے خلاف بھی اسے برداشت کی تاکید کی ۔ سورۃ نساء میں فرمایا :۔

وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئاً
ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیرا ۔ (النساء آیت : ۲۰)

کہ عورتوں سے دستور کے مطابق حسن سلوک کرو ۔ اگر تم ان کو پسند نہ بھی کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں خیر و برکت رکھ دے ۔

اس آیت میں کتنی خوبی سے بیوی سے اغماض اور اس کے ناپسندیدہ رویہ کو برداشت کرنے کی تاکید فرمائی ۔ اور ایسا ہوتا بھی ہے کہ بعض اوقات تم جن باتوں کو ناپسند کرو اللہ تعالیٰ اسی میں تمہاری بھلائی کے سامان کر دے ۔

جس طرح معاشرہ اور گھریلو زندگی میں عورت کے فرائض اور ذمہ داریاں ہیں ۔ اسی طرح اس کے حقوق بھی ہیں جن کی نگہداشت کی خاوند کو تلقین کی ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ۔ (بقرہ آیت : ۲۲۹)

کہ ان کے بھی اسی طرح حقوق ہیں جس طرح کہ ان کی ذمہ داریاں ہیں ۔

اسلام نے اس آدمی کو بہتر قرار دیا ہے جو اپنی بیوی سے بہتر سلوک کرتا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے میں مرد کی عقل و فہم اور کردار کو بہت بڑا دخل ہے۔ بانیٔ اسلامؐ نے فرمایا:۔

خیارکم خیارکم لنساءھم۔

(ترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجہا)

علیحدگی کی صورتیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات میاں بیوی کا نباہ ناممکن ہو جاتا ہے ان کا باہم رہنا گھریلو زندگی کا سکون برباد کر رہا ہوتا ہے۔ بچوں اور خاندان پر اس کے بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس صورت میں اسلام نے تاکید کی کہ مصالحت اور بہتری کی کوششیں کی جائیں۔ اگر میاں بیوی دونوں کی مساعی کامیاب نہیں تو اب خاندان کے بڑے افراد بہتری کی کوشش کریں۔ (النساء آیت ۳۶) اگر پھر بھی صلح کی مساعی ناکام ہو جائے تو اب دونوں اپنا راستہ الگ کر لیں۔ لیکن ایسی صورت میں اسلام نے عورت کے حقوق کی پوری نگہداشت کی۔

ایک معین عرصہ تک بیوی کے نان نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالی اور بچوں کے اخراجات کی ان کے بالغ ہونے تک ذمہ داری مرد پر ڈالی۔ اور انہیں ماں کی نگہداشت میں رکھا تاکہ ماں کی مامتا بلکتی نہ رہے۔ اور حق مہر کی پوری رقم بیوی کو ادا کی جائے اور جو کچھ خاوند بیوی کو دے چکا ہے اس میں سے کچھ بھی وہ واپس نہیں لے سکتا۔

(النساء آیت: ۲۱)

واضح رہے کہ بیوی کو یہ حقوق اسلام نے اس وقت دئے تھے جب معاشرہ میں اس کا کوئی حق نہ تھا اور اس سے زیادہ مظلوم کوئی انسان نہ تھا سوائے غلاموں کے۔

ماں باپ PARENTS

ماں باپ خاندان کے نگران ہیں۔ وہ خاندان کے بچوں کی نگہداشت کے ذمہ دار ہیں۔ اپنی قوت اور صلاحیت کو خاندان کی بہبود کے لئے وہ بروئے کار لاتے ہیں ان کا احترام اور وقار خاندان کی بہتری کا ضامن ہے۔ اسلئے اسلام نے ان کی عزت اور احترام کی تلقین فرمائی۔ ان کی قوت کے زمانہ میں بھی اور جب ان کی قوت زوال پذیر ہو اس وقت بھی کہ اسلام صرف مادی مفاد پیش نظر نہیں رکھتا۔ اخلاقی پہلو کو وہ کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ قرآن مجید کی سورۃ بنی اسرائیل میں تاکید کی کہ:۔

"وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا

تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولاً کریما ۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا ۔

(بنی اسرائیل آیت ۲۴، ۲۵)

یعنی والدین سے حسن سلوک کرو اگر ان میں سے کوئی ایک تمہاری زندگی میں بوڑھے ہو جائیں تو ان سے کبھی زشت روئی سے پیش نہ آنا ۔ تیری اطاعت کے بازو ان کے لئے جھکے رہیں اور خدا سے بھی ان کے لئے دُعا کرتے رہو کہ خداوند جس طرح بچپن میں انہوں نے مجھ پر شفقت اور رحم کیا اب تو ان پر شفقت اور رحم فرما ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ کو بچے کے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق قرار دیا ۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی برالوالدین)

فرمایا :۔

"لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا" (ترمذی ابواب البر والصلۃ ماجاء فی رحمۃ الصبیان)

کہ جو بڑے کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ۔

ماں باپ کو جنت کا دروازہ قرار دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فحافظ علی الباب او ضیعہ

(ابن ماجہ باب بر الوالدین ابواب الادب)

کہ والد جنت کی طرف لے جانے کا ایک دروازہ ہے ۔ اب چاہے تو اس دروازہ کو قائم رکھو اور چاہے ضائع کر ۔

بچے CHILDREN

بچوں کی نگہداشت ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہداری ماں باپ پر رکھی ۔ فرمایا

قوا انفسکم و اھلیکم نارا ۔　　(التحریم آیت : ۷)

کہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آگ یعنی جہنم سے بچاؤ ۔ یعنی ان کی ایسی تربیت کرو کہ وہ جہنم میں لے جانے والی یعنی بُری باتوں سے بچیں ۔

حدیث میں آتا ہے :۔ "اکرموا اولادکم" اپنی اولاد کی تکریم کرو ۔ یعنی ان کو اس قابل بناؤ کہ معاشرہ میں وہ مکرم و محترم ہوں ۔

فرمایا :-

"لا تقتلوا اولادکم" (انعام ۱۵۲) اس کے لفظی معنے یہ ہیں اپنی اولاد کو قتل نہ کرو - یعنی ان کی تعلیم پر خرچ کرو - انہیں اپنے ہاتھوں دفن نہ کرو انہیں زندگی بخش جام پلاؤ۔

ادب المفرد میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول درج فرمایا ہے کہ

کما ان لوالدك عليك حقاكذ لك لولدك عليك حق -

(ادب المفرد باب برالوالد لولده)

کہ جس طرح ماں باپ کا اولاد پر حق ہے اولاد کا بھی ماں باپ پر حق ہے -

اور اسی شہرۂ آفاق کتاب میں امام بخاری یہ فقرہ لائے ہیں کہ :-

الصلاح من الله والادب من الآباء - (ادب المفرد باب ادب الوالد وبرہ لولدہ)

کہ نیکی اللہ کی طرف سے ملتی ہے اور تربیت ماں باپ کا فرض ہے -

بچیوں کے متعلق حدیث رسولؐ ہے کہ :-

من كانت له ثلاث بنات وثلث اخوات او ابنتان او اختان فاحسن صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة - (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی النفقۃ علی البنات)

یعنی جس شخص کی تین بہنیں یا تین بیٹیاں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور انکے بارہ میں خدا کا تقویٰ اختیار کرے یعنی انکی پرورش اور نگہداشت اور تربیت خدا کے حکم کی وجہ سے کرے تو اسے جنت نصیب ہوگی "

واضح رہے کہ اسلام یہ تاکید اور تعلیم ان کو دے رہا ہے جو بچی کو زندہ درگور کرتے تھے - اور ایک موقع پر بانیٔ اسلام نے فرمایا - کہ

اگر جاہلیت یعنی اسلام سے قبل کے کسی فعل پر سزا دینا جائز ہوتا تو میں لڑکی کو زندہ درگور کرنے والے کو سزا دیتا -

رشتہ داری　　RELATIONSHIP

عائلی زندگی میں اسلام نے رشتہ داری یعنی قرابت داری کے بھی حقوق متعین فرمائے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

انا الرحمٰن خلقت الرحم .... فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته - (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی صلۃ الرحم)

کہ میں رحمان ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا جو صلہ رحمی کرتا ہے یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہے ان کو اپنے ساتھ ملاتا ہے وہ مجھ کو اپنے ساتھ ملاتا ہے۔ اور جو رشتہ داری کے تعلق کو قطع کرتا ہے وہ مجھ خدائے رحمان سے اپنا تعلق منقطع کرتا ہے "

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نمونہ یہ تھا کہ ایک بار آپ کی نسبتی بہن یعنی حضرت خدیجہ کی بہن ھالة آپ کو ملنے آئی تو آپ اس کے استقبال کے لئے یہ کہتے ہوئے اُٹھے :۔

اللّٰهُمَّ هالة بنت خويلد ۔ کہ آیا ہالہ بنت خویلد آئیں ۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی قطیعة الرحم)

(باقی)

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

انگلستان میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ

چوہدری فتح محمد سیال صاحب

از ۱۹۱۳ تا ۱۹۱۶ء

مکرم و محترم بشیر احمد صاحب رفیق سابق امام مسجد لنڈن

مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے بانی جماعت احمدیہ کے عہد مبارک میں ہی اپنی زندگی خدمت جماعت کے لئے وقف کر دی تھی۔ چنانچہ آپ نے جو خط مامور زمانہ کی خدمت میں ۲۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کو لکھا وہ مندرجہ ذیل ہے:۔

"ہادی و مولانا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور۔ بندہ کا مدت سے ارادہ تھا کہ اپنی زندگی اللہ تعالےٰ کی راہ میں وقف کر دوں۔ اس کا میں نے اپنے والد صاحب سے کئی دفعہ ذکر بھی کیا اور انہوں نے ایسا کرنے کی بندہ کو اجازت دی ہوئی ہے۔ پہلے بھی اس قسم کی عرضی میں نے .... کی خدمتِ مبارک میں لکھی تھی مگر اس وقت ...... مولانا نورالدین صاحب نے فرمایا تھا کہ تمہارا ابھی وقت نہیں آیا۔ اس لئے بندہ نے توقف کیا۔ نہیں تو بندہ کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے۔ اب بندہ آپ سے استدعا کرتا ہے۔ کہ اس عرضی کو قبول کیا جائے۔ اور دُعا کی جائے کہ اللہ تعالےٰ بندہ کی اس قربانی کو قبول فرمائے۔ کیونکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ متقی کی قربانی قبول کر لیتا ہے۔ .... والسلام حضور کا ادنیٰ غلام فتح محمد

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۷ء

اس خط پر حضور نے مندرجہ ذیل نوٹ تحریر فرمایا:۔

"مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ تم نے اپنی زندگی جماعت کی راہ میں وقف کی

ہے۔ خدا تعالیٰ استقامت بخشے۔ آمین۔ مناسب ہے کہ مفتی محمد صادق صاحب اس کی فہرست بناتے جائیں "۔

والسلام مرزا غلام احمد

چوہدری صاحب مورخہ ۲۵ر جولائی ۱۹۱۳ء کو لنڈن پہنچ گئے اور جلد ہی دوکنگ تشریف لے گئے۔ چنانچہ اپنے خط مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۱۳ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں خیریت سے ہوں اور آپ کے لئے الغنی دوسرے امام جماعت احمدیہ کے لئے، دُعا کرتا ہوں۔ ابھی تک میری حالت ناقابلِ اطمینان ہے کہ گویا ابھی سفر میں ہی ہوں۔ ہم عنقریب دوکنگ جانے والے ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ کو انگلستان میں اسلام کا مرکز بنا دے۔ اور مسجد کی آبادی ہو جائے۔ پانچ وقت اذان اور اطمینان سے نماز پڑھیں گے۔"

دوکنگ پہنچ کر سب سے زیادہ افسوس جس بات کا آپ کو ہُوا۔ وہ یہ تھی کہ مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے ان کو سختی سے تبلیغ کے دوران بانیٔ جماعتِ احمدیہ کا نام لینے اور ذکر کرنے سے روک دیا۔ مکرم چوہدری صاحب کے لئے یہ بات ماننی ناممکن تھی اس لئے آپ اس پر رضامند نہ ہُوئے۔ یہ اختلاف بہت بڑھ گیا تو چوہدری صاحب نے دوکنگ کو چھوڑ کر نوکسٹن میں رہائش اختیار کر لی۔ چنانچہ چوہدری صاحب فرماتے ہیں:۔

"اس کے بعد ایک وقت آیا اور خواجہ صاحب کو غالباً شروع ہی میں یقین ہو گیا تھا۔ کہ میں یہاں ان کی مدد کے بغیر بھی ٹھہر سکتا ہوں۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ میں خواجہ صاحب کے ساتھ کام کروں اور اس کے عوض میں خواجہ صاحب مجھے علاوہ کھانے کے ۴۰ روپے ماہوار دیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں روپیہ کے متعلق کوئی شرط نہیں کرتا آپ میری صرف ایک بات مان لیں تو میں آپ کے ساتھ کام کرنے کو تیار ہوں۔ اور وہ یہ کہ میں آپ سے شرط کرتا ہوں کہ میں دوکنگ میں بانیٔ جماعت احمدیہ کا نام نہیں لوں گا۔ نہ لیکچروں میں اور نہ گفتگو میں اور نہ مضمونوں میں ذکر کروں گا۔ لیکن دوکنگ سے باہر پرائیویٹ طور پر میں خود لیکچروں کا انتظام سوسائیٹیز کے ساتھ کروں گا۔ اور ان لیکچروں کے ساتھ آپ کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور نہ ہی ان لیکچروں کے انتظام کے لئے میں آپ سے کسی قسم کی مدد طلب کروں گا۔ ایسے لیکچروں میں آپ مجھے بانیٔ جماعت احمدیہ کے نام کا ذکر کرنے دیں اور چونکہ ان لیکچروں سے آپ کا کوئی تعلق نہ ہوگا اس لئے آپ پر کسی قسم کی ذمہ داری نہ ہوگی۔ لیکن آپ نے (خواجہ صاحب) میری اس درخواست کو نامنظور کر دیا۔ اور کہا کہ تم نے بانیٔ جماعت احمدیہ کا ذکر کرنا ہے تو تم اور میں ایک چھت کے نیچے مل کر کام نہیں کر سکتے۔"

(الفضل ۸ر مارچ ۱۹۱۵ء)

چوہدری صاحب نے تمام حالات سے مولانا نورالدین صاحب کو بھی مطلع کر دیا۔ جماعت کے دوسرے امام نے آپ کو حکم دیا کہ آپ واپس ووکنگ چلے جائیں اور تبلیغ کریں اور بلا دھڑک .... کا ذکر کریں۔ اور ہرگز کسی قسم کی مداہنت اختیار نہ کریں۔ چنانچہ چوہدری صاحب واپس ووکنگ تشریف لے گئے۔

آپ کا پہلا لیکچر : خواجہ کمال الدین صاحب کچھ عرصہ کے لئے لندن چلے گئے۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے۔ چوہدری صاحب نے ووکنگ میں ایک پبلک لیکچر کا انتظام کیا۔ یہ لیکچر ۸ر فروری ۱۹۱۴ء کو اتوار کے دن ہُوا لیکچر کی تشہیر آپ نے قبل از وقت اخبارات میں کرادی تھی۔ ہال میں ۵۰ نشستوں کا انتظام تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کوشش میں اتنی برکت ڈالی۔ کہ حاضرین کی تعداد ۶۰ سے بھی بڑھ گئی اور لوگوں کو کھڑے ہو کر تقریر سُننا پڑی۔

آپ کا ارادہ تو یہ تھا کہ مزید لیکچرز دیئے جائیں لیکن جب خواجہ صاحب کو اس تقریر کی کامیابی کا علم ہُوا تو اُنہوں نے دوبارہ آپ کو تقریر کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ الفضل مورخہ ۹ر مئی ۱۹۱۴ء میں درج ہے کہ :۔

"چوہدری فتح محمد صاحب تو اسی کام کے لئے ہی گئے ہیں اور دین کی خاطر سب قسم کی دنیوی ترقیات پر لات مار کر ولایت بیٹھے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ خواجہ صاحب نے ہمیشہ ان سے تحریر کا کام لینا چاہا۔ حالانکہ زبانی تبلیغ وہ عمدگی سے کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت جبکہ خواجہ صاحب لندن کو تبلیغ کا بہترین مرکز کو قرار دے کر اکثر وہاں رہا کرتے تھے ووکنگ میں ایک لیکچر دیا جس میں قیاس سے زیادہ کامیابی ہُوئی لیکن باوجود اس کے کہ ان کے لیکچر میں لیکچرز جاری رکھنے کا وعدہ تھا۔ خواجہ صاحب نے غالبًا ان کو دوبارہ بولنے کا موقع نہ دیا"۔

۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت پہلے امام حکیم نورالدین کی وفات ہوگئی۔ اور حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تختِ خلافت پر متمکن ہو گئے۔ انگلستان میں اس وقت مندرجہ ذیل احمدی احباب موجود تھے۔

خواجہ کمال الدین صاحب ، شیخ نور احمد صاحب ، حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب ، حضرت میاں عبداللہ خاں صاحب ، حضرت میاں عبدالعزیز صاحب ، سیّد عبدالحی عرب صاحب اور جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب۔

ان میں سے سوائے خواجہ صاحب اور شیخ نور احمد صاحب کے سب نے دوسرے امام جماعت احمدیہ کی بیعت کرلی۔ مکرم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب ان دنوں ایسٹر کی تعطیلات کے سلسلہ میں انگلستان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ آپ نے لندن واپس پہنچتے ہی بیعت کا خط لکھ دیا۔

حضرت چوہدری صاحب کے لئے چونکہ اب خواجہ صاحب کے ساتھ مل کر کام کرنا ناممکن ہو گیا تھا اس لئے آپ دوسرے امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کی تعمیل میں لندن تشریف لے گئے۔ اور یہاں ایک مکان کرایہ پر لیکر

باقاعدہ تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا ۔ چنانچہ مئی ۱۹۱۴ء سے گویا باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ انگلستان کے زیر اہتمام انگلستان مشن کا قیام عمل میں آگیا ۔

چوہدری صاحب کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں جو پہلا شخص اسلام میں داخل ہوا ۔ ان کا نام مسٹر کوریو تھا ۔ ان کا اسلامی نام بشیر کوریو رکھا گیا ۔ یہ نہایت قابل شخصیت تھے ۔ پیشہ ور جرنلسٹ تھے اور انگریزی کے علاوہ اطالوی زبان کے بھی ماہر تھے ۔ چنانچہ یہ انگریزی اخبارات میں اطالوی اخبارات کے تراجم اور اطالوی اخبارات میں انگریزی اخبارات کے تراجم شائع کیا کرتے تھے ۔

محترم چوہدری صاحب کو زیادہ تر تبلیغ کی توفیق کلبوں اور سوسائیٹیوں میں تقاریر کے ذریعہ ملی ۔ آپ نے اپنے دوران قیام لندن ۴۵ لیکچرز دیئے ۔

آپ نے پہلی مرتبہ ہائیڈ پارک لندن کے سپیکر کارنر میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا ۔ جس کا خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا اثر ہوا ۔ اور متعدد لوگ ہائیڈ پارک کے لیکچروں سے متاثر ہو کر ہی داخل اسلام ہوئے ۔ آپ اپنے خط محررہ ۹ راگست ۱۹۱۴ء میں حضرت مصلح موعود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :-

"میں ہفتہ کے دن ہائیڈ پارک گیا ۔ مختلف مذاہب اور سوسائیٹیوں کے لیکچرار موجود تھے ۔ لیکن سب سے زیادہ مجمع دہریہ لوگوں کے ارد گرد تھا ۔ میں بھی وہیں کھڑا ہو گیا ۔ پہلے ایک دہریہ لیکچرار کھڑا ہو گیا ۔ اس نے عہد نامہ عتیق اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چند اعتراضات کئے ۔ اور پھر ان اعتراضات کو وسیع کر کے تمام مذاہب پر اور خدا کے ماننے والوں پر اعتراضات شروع کر دیئے ۔ اور اس کے بعد اس نے اس کی مخالفت میں کہنے کے لئے پندرہ منٹ دیئے ۔ حاضرین میں سے اکثر دہریہ اور چند عیسائی تھے ۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ منبر پہ آئے ۔ میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ۱۵ منٹ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق چند عام فہم باتیں کیں اور زیادہ زور الہام اور وحی پر دیا اور اس بات کے بیان کرنے کی کوشش کی کہ علوم جو انسان الہام اور وحی کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے ۔ ایسے قابل اعتبار یقینی اور مضبوط ہیں جیسے کہ وہ علوم جو ہم حواس خمسہ کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں ۔

اس کے بعد دہریہ لیکچرار کی باری تھی ۔ اس نے مجھے ہنسی میں اڑانے کی کوشش کی ۔ کہا انگلستان میں بہت نبی گذر چکے ہیں اور جنرل بوتھ (؟) ابھی زندہ ہے ۔ اس لئے ہمیں نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے ۔ پھر چونکہ وقت ملنے کی کوئی امید نہیں تھی ۔ اس لئے ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو گیا ۔ حاضرین میں سے چند لوگ میرے گرد کھڑے ہو گئے اور الہامات اور وحی کے

متعلق پوچھنا شروع کیا"۔

یہ تھا گویا ہائیڈ پارک میں اسلام پر تقاریر کا آغاز۔ اس کے بعد آپ ہر ہفتہ ہائیڈ پارک تشریف لے جا کر اسلام پر تقاریر کرتے۔

آپ نے اپنی توجہ خاص طور پر اخبارات کی طرف بھی مبذول رکھی۔ چنانچہ آپ کی جدوجہد کے نتیجہ میں انگلستان کے متعدد اخبارات میں آپ کے تفصیلی انٹرویو شائع ہوئے۔

انگلستان جیسی سنگلاخ سرزمین میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگریز نو مسلمین کی ایک مخلص جماعت عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ کی واپسی قادیان تک ۲۰ افراد داخلِ سلسلہ ہو چکے تھے۔ آپ ۲۹ مارچ ۱۹۱۶ء کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔ یہ آپ کا انگلستان میں تبلیغ اسلام کا دورِ اول تھا۔

آپ دوبارہ انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں مسجد کے لئے زمین خریدی۔ جس کا تذکرہ انشاء اللہ اگلی صحبت میں کریں گے۔

احمد دین صاحب ناظم ضلع فیصل آباد سے ایک ملاقات

صدر محترم کے ارشاد کے تحت انصار اللہ میں نمایاں کام کرنے والے عہدہ داروں کے انٹرویو شائع کئے جائیں گے۔ ادارہ نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع کراچی کا بھی انٹرویو لے چکا ہے جو کسی آئندہ شمارہ میں پیش کیا جائے گا۔ (انشاءاللہ)

(ادارہ)

چوہدری احمد دین صاحب حضرت مسیح موعود (اللہ کی سلامتی ہو آپ پر) کے مشہور صحابی حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریام کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ ۱۹۶۶ء ۱۹۶۷ء ۱۹۶۸ء تین سال تک فیصل آباد شہر کی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد رہے۔

۱۹۶۹ء ۱۹۷۰ء میں مجلس انصار اللہ فیصل آباد شہر کے نائب زعیم اعلیٰ رہے۔ از ۱۹۷۱ء تاحال۔ اسال سے آپ بطور ناظم ضلع فیصل آباد کام کر رہے ہیں۔

آپ کی قیادت کے تحت مجلس خدام الاحمدیہ فیصل آباد شہر نے ۱۹۶۶ء میں تمام مجالس میں سوم پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء دونوں سال آپ کی مجلس اوّل رہی اور علم انعامی حاصل کیا۔

۱۹۶۹ء میں مجلس انصار اللہ شہر فیصل آباد میں جب آپ عہدیدار تھے مجلس اوّل رہی اور علم انعامی کی مستحق قرار پائی اور ۱۹۷۰ء میں دوم رہی۔

۱۹۷۱ء میں آپ کی زیر قیادت مجلس انصار اللہ ضلع فیصل آباد اوّل قرار پائی۔ اور تین سال تک مسلسل آپ کے ضلع کی مجلس اوّل رہی۔ صرف ۱۹۷۴ء میں آپ کے ضلع کی مجلس دوم رہی۔ اس کے بعد پھر ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء تک آپ کے ضلع کی مجلس اوّل قرار پائی۔

مذکورہ بالا اعداد و شمار کو سامنے رکھیں تو یہ اس مجلس اس کے عہدیداران اور چوہدری صاحب کے لئے تحدیث نعمت کا موقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سعادت عطا فرمائی۔ وذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔

آپ کے والد حضرت حاجی غلام احمد صاحب کریام نے ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی عطا کردہ ایک دھوتی جو حضور نے ان کے والد محترم کو عطاء کی تھی محترم چوہدری احمد دین صاحب کے پاس ہے۔ یہ دھوتی ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء میں حضور نے ان کے والد محترم کو عطا فرمائی تھی۔ چوہدری احمد دین صاحب

نے مڈل نواں شہر ضلع جالندھر سے پاس کیا اور میٹرک آپ نے قادیان میں کیا۔ جب ملک تقسیم ہؤا تو آپ کی عمر اس وقت انیس سال تھی۔

میرے سوال کے جواب پر کہ آپ کی کامیابی کے کیا اسباب ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور عہدیداران کا باہمی تعاون TEAM WORK اور خدمت دین کو خُدا کا فضل سمجھ کر محبت کرنا۔ مرکزی لائحہ عمل اور دستور اساسی کو اپنے کام کی بنیاد بنانا۔ اور مستقل غور و فکر سے کام لینا۔ چوہدری صاحب نے سلسلہ گفتگو کو جاری رکھتے ہُوئے فرمایا۔ سارے سال کا پروگرام بنایا جائے۔ استقلال اور محنت سے کام لیا جائے۔ یہ نہیں کہ ایک ماہ تو ہنگامی جوش کے تحت کام کرے پھر سُستی دکھائے۔

میرے سوال کے جواب میں چوہدری صاحب نے فرمایا۔ سال میں کم و بیش نصف مجالس کا دُورہ ضرور کرتا ہوں۔ بعض دفعہ مجالس کے اجتماع کی صورت میں وہاں جاتا ہوں اور بسا اوقات مختلف مجالس کے نمائندگان کی کسی مرکز میں میٹنگ بلا لیتا ہوں۔ جس کی وجہ سے ہمارا یہ چھوٹا اجتماع بھی نمائندہ اجتماع ہو جاتا ہے۔

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔ اہم امور میں ہم امیر صاحب یعنی محترم شیخ محمد احمد صاحب سے مشورہ لیتے ہیں۔ ان کی راہنمائی ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس امر کا امیر صاحب کئی بار جماعت کے سامنے ذکر کر چکے ہیں کہ یہ ہمیشہ مجھے اپنی مساعی سے باخبر رکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے جسے راقم الحروف نے مشاہدہ سے محسوس کیا ہے کہ جہاں جہاں ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام میں مکمل ہم آہنگی ہے وہاں جماعتوں کا قدم مضبوط مینار پر پڑ رہا ہے۔ بعون اللہ و نصرہ۔

مَیں نے چوہدری صاحب سے سوال کیا کہ دوسری مجالس کو آپ کام کے بارہ میں کیا مشورہ دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میرا انہیں مشورہ یہ ہے کہ اپنی تجنید مکمل کریں۔ جماعت کا کوئی آدمی ایسا نہ ہو جو چالیس سال سے اُوپر ہو اور وہ مجلس کا ممبر نہ ہو۔ اس بارہ میں انہوں نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کا اقتباس دیا۔ جس کے الفاظ یہ ہیں :-

"اگر کوئی شخص ایسا ہے جو چالیس سال سے اُوپر کی عمر رکھتا ہے مگر وہ انصار اللہ کی مجلس میں شامل نہیں ہوتا۔ تو اُس نے بھی ایک قومی جُرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مَیں نے ...... جماعت کی اصلاح کو مدنظر رکھتے ہُوئے کیا تھا۔ اگر وہ خدام الاحمدیہ یا دوسری مجالس میں شامل نہ ہُوئے تو اُن کا میرے ساتھ تعلق نہیں رہے گا"
(الفضل ۱۲ ستمبر ۱۹۶۱ء بحوالہ راہِ ھدیٰ صہ۵۵)

پھر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ایک اقتباس سناتے ہوئے کہا کہ

"اگر کہیں کمزوری ہے تو وہ فرد کی نہیں عہدیدار کی کمزوری ہے کہ وہ اپنی سُستی کی وجہ سے اپنی

مجلس سے کام نہیں لے سکا۔ میرے نزدیک جہاں کمزوری آتی ہے وہ افراد کی وجہ سے نہیں۔
عہدیداروں کی وجہ سے ہے۔" (الفضل ۲۷ مئی ۱۹۷۲ء)

اس کے بعد انہوں نے حضرت مسیح موعود (اللہ کی رحمتیں تا ابد آپ پر ہوں) کا ایک اقتباس پیش فرمایا جس میں حضور نے اچھے کارکن کی تین بنیادی صفات بیان فرمائی ہیں۔ اور وہ ہیں:۔

دیانت، محنت، علم (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۵۷)

محترم چوہدری صاحب نے اسی تسلسل میں فرمایا۔ میں روزانہ اوسطاً تین گھنٹے انصاراللہ کے لئے کام کرتا ہوں اور کوئی کام میں ملتوی (PENDING) نہیں رکھتا۔ جس طرح دفتر کے میز کو روز صاف کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح انصاراللہ کا کام معرض التوا میں نہ رہے۔

میرے سوال کے جواب میں کہا۔ کسی نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب سے پوچھا تھا آپ اتنے مصروف ہو کر کام کے لئے وقت کس طرح نکالتے ہیں تو آپ نے جواب دیا تھا کہ

"مصروف آدمی ہی وقت نکال سکتا ہے۔"

چوہدری صاحب نے بتلایا کہ میں کوئی چھٹی بمشکل گھر پہ گزارتا ہوں۔ انصاراللہ کے علاوہ سلسلہ کے دوسرے کاموں کے سلسلہ میں بھی باہر جانا پڑتا ہے۔ کبھی مرکز میں حاضر ہونا ہوتا ہے۔

چوہدری صاحب نے کہا۔ میں کبھی یہ نہیں مانتا کہ چالیس سال کی عمر کا ہو کر آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا تھا کہ فی الحقیقت، انسان جوان عمر کے لحاظ سے نہیں دل کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جس کی طاقتیں قائم ہیں وہ بوڑھا نہیں۔ ہمارے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں بھی نوجوانوں کی طرح کام کیا۔

میں نے سوال کیا کہ آپ نے کبھی یہ محسوس کیا کہ آپ اپنے بچوں کی طرف کماحقہ، دھیان نہیں دے سکے ان کی تربیت کی طرف سے غفلت ہوئی ہے تو آپ نے جواب دیا۔ انسان جب خدا کے لئے کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کمی کو خود اپنے فضل سے پورا کر دیتا ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی رفیقہ حیات اس کمی کو پورا کرے۔ مثلاً میری بیوی ایف۔ اے ہے وہ اس طرف زیادہ دلچسپی لیتی ہے۔

میں نے پوچھا ایک اچھے عہدیدار کی کیا صفات ہیں۔ تو آپ نے چند تجاویز جو آپ لکھ کر لائے تھے میرے ہاتھ میں تھما دیں۔ وہ یہ ہیں:۔

(۱) کسی عہدہ کے حصول کی خود خواہش نہ کی جائے۔ لیکن جب کوئی عہدہ سپرد کر دیا جائے تو اسے امانت سمجھ کر پوری محنت، ذمہ داری اور دیانتداری سے نبھایا جائے۔ دینی خدمت کا ملنا محض خدا تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

خدمت دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اُس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

(۲) پھر خدا تعالیٰ سے دُعا کرنی چاہیئے کہ وہ اس کی کوششوں کو کامیاب بنائے۔ کیونکہ کسی عہدہ داری کی کمزوری ماتحتوں کے حُسنِ ظن کو مجروح کرکے ان کے لئے روحانی صدمہ کا باعث بن سکتی ہے۔

(۳) زبانی گفتگو یا تحریر کی بجائے عمل پر زور دیا جائے۔ اسلام کی تعلیم کتنی حسین ہے۔ لیکن اگر ہم اس پر عمل نہ کریں تو دوسروں پر اسلام کی خوبیاں کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں۔

(۴) اختلاف کی صورت میں اسلام کی تعلیم کی روشنی میں محبّت اور پیار کے احسن طریق سے صلح کرادی جائے۔

(۵) چونکہ کام زیادہ ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہوتا ہے کہ معاونین پیدا کیا جاویں جو کام کے بوجھ کو آہستہ آہستہ خود اٹھانے کے قابل ہوسکیں اور کام میں وسعت پیدا ہوجاوے۔ قرآن مجید میں سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے استفسار کے جواب میں ہر ارشاد ربّانی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تم روحانی پرندوں کو اپنی محبّت و شفقت کی تاروں میں جکڑ لوگے تو انہیں جہاں سے آواز دوگے وہ تیزی سے تیرے پاس اُڑتے چلے جائیں گے۔

(۶) فذکّر کے قرآنی حکم کے تحت وقفہ وقفہ کے ساتھ بار بار یاد دہانی کراتے رہنا چاہیئے۔ یاد دہانی بہرحال فائدہ دیتی ہے۔ (سورۃ الاعلیٰ آیت : ۱۰)

(۷) حکمت اور دانائی سے اپنی بات کو پیش کرنا چاہیئے۔ قرآنی ارشاد ہے :۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

(۸) کام شروع کرنے کے بعد مستقل مزاجی سے اُسے پُورا کیجیئے اور مناسب وقفہ کے بعد جائزہ لیا جائے اور اُسے FOLLOW UP کیا جائے۔

(۹) وعدہ کرنے کے بعد اُسے پُورا کیا جائے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

"مومن کا وعدہ ایسا ہے جیسے چیز ہاتھ میں"

(۱۰) مجلس کے عہدیداران کو اپنے نائب اور معاون ساتھ ساتھ تیار کرتے رہنا چاہیئے۔ انہیں بڑ کا درخت نہیں بننا چاہیئے۔ جو خود تو خوب پھیل جاتا ہے مگر اپنے زیرِ سایہ کسی پودے کو پنپنے نہیں دیتا۔ آپ کو پھیلنے کی بجائے سیدھا اُوپر نکل جانے والا درخت بننا چاہیئے۔ جو خود بھی بڑھتا ہے۔ اپنے زیرِ سایہ

نوخیز پودوں کو بھی اُوپر نکلنے کے لئے اکساتا رہتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اگر ایک جگہ کا اچھا عہدہ دار بدل جائے تو اس کا نائب ان خوبیوں کا نہ ہو تو کام یکدم رُک جاتا ہے۔

(۱۱) اسلام نے نیک عمل کے ساتھ عمل صالح بجالانے کا ارشاد فرمایا ہے - یعنی مناسب حال عمل جو وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق ہو - ان تقاضوں میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں - خلیفۂ وقت کی ہدایات اور آپ کے ارشادات ؛

"قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے"

مکرم سلیم احمد خان صاحب زعیم انصار اللہ حلقہ مغل آباد - راولپنڈی

قرآن شریف ایک بے بہا خزانہ ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں - یہ وہ کان ہے جس کے جواہرات ہر زمانہ میں نئے سے نئے نکل کر مومنوں کے متاعِ ایمان میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں - یہ وہ شجرِ طیبہ ہے جو سدا بہار ہے اور ہمیشہ تازہ پھلوں سے لدا رہتا ہے اور ہر زمانہ کے مناسب حال مومنوں کے لئے نئے سے نئے میوے پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ قرآن جو قلوبِ انسانی سے نکل کر ثریا پر جا چکا تھا بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ سے آسمان سے اُتار کر اس شجرِ طیبہ کی جڑیں مومنین کے قلوب میں گاڑ دی گئی ہیں - بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں :-

"قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے - پھر آگے چل کر اور قسم کا چنتا ہے - پس چاہیئے کہ ہر ایک مقام کے مناسبِ حال فائدہ اُٹھا دے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۶۶)

اس باغ سے فائدہ اٹھانے اور اس کے پھلوں کو دُنیا کے کناروں تک پہنچانے کیلئے جماعت احمدیہ ہی کھڑی کی گئی ہے اور اس جنت کی ان نہروں کو چیر کر اس کے آبِ حیات سے پیاسی دُنیا کو سیراب کرنا اس جماعت کے فرائض میں ہے۔ اب آپ جان گئے ہوں گے کہ قرآن مجید کا پڑھنا اور اس میں بیان کردہ علوم کا جاننا اور اس پر غور و تدبّر ایک احمدی فرد کے لئے کتنا ضروری ہے - اس مبارک دور میں ضرورت ہے کہ اپنے اعمال کا ہم جائزہ لیں اور اپنے قلوب اپنے مالک حقیقی کے عشق میں لذت آشنا کرلیں - اس مبارک دور میں اُن رُوحانی خزائن سے جنہیں بانیٔ جماعت احمدیہ لائے اپنی جھولیاں بھر لیں - دوستو سُن لو - یہ لفاظی نہیں - یہ سچ ہے ہر روحانی حواس اپنے بیدار کرو - پھر سب کچھ

دیکھ لوگے۔ سب کچھ سمجھ جاؤ گے۔

سورۃ یٰسٓ کے خواص

سورۃ یٰس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ

اِقْرَءُوا عَلٰی مَوْتَاکُمْ یٰسٓ۔ (مسند احمد بن حنبل)

یعنی مُردوں پر سورۃ یٰس پڑھو۔ اس کے معنی صرف یہی نہیں تھے کہ مرنے والوں پر بوقت نزع یہ سورۃ پڑھی جائے بلکہ دراصل ان الفاظ میں اُمّت کو ایک نہایت ہی اہم امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اس جملہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی پنہاں ہے۔ مومنوں کے لئے ارشاد نبوی ہے کہ رُوحانی مُردوں اور مذہبی احیاسے مایوس وجودوں کے سامنے یٰس پڑھو۔ اور اس کے زندگی بخش اور ایمان افروز مضامین سے انہیں آگاہ کرو اور بتلاؤ کہ امّت کا مستقبل کس قدر درخشاں ہے اور ان کے لئے آئندہ کیسی شاندار کامیابیاں مقدر ہیں۔ تمہارا اس سورۃ کو ان پر پڑھنا ایسا نہ ہو جیسا کہ مرنے والے شخص پر بحالت نزع یہ سورۃ پڑھی جاتی ہے۔ بلکہ ان رُوحانی مُردوں کے سامنے اس سورۃ کو ایک نہایت ہی مؤثر تبلیغی رنگ میں پیش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کے متعلق فرمایا کہ یٰس قرآن کا دل ہے۔

یٰس قلب القرآن۔ (احمد ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ طبرانی)

مفسرین نے اس کے کئی معانی کئے ہیں۔ علاوہ اُن کے ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اس سورۃ میں اس انقلاب قرآنی کی مفصّل سکیم ہے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور میں مذہبی انقلاب برپا کرنے والے مقدس وجود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں میں ظہور پذیر ہوگا۔ جو ایمان کو ثریا سے لاکر زمین میں قائم کریگا اور وہ قرآن جو مسلمانوں کے قلوب سے نکل چکا تھا اُس کو دوبارہ قائم فرماکر اس شجر طیبہ کی جڑیں مومنوں کے قلوب میں راسخ کردے گا۔ پس مندرجہ بالا ارشاد نبوی میں اس انقلاب قرآنی کی طرف اشارہ ہے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور میں بانیٔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ برپا ہوگا۔ یہاں تک کہ مغربی ممالک کے کُفر و شرک کے مراکز تک میں بھی اسلام کا نفوذ ہو رہا ہوگا۔ اس وقت قرآن مجید اپنی نئی شان کے ساتھ اپنے حُسن کا نہایت ہی خوبصورت منظر پیش فرما رہا ہوگا اور اسکے تراجم جو دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہوکر ان ظلمت کدوں میں پہنچ چکے ہوں گے۔ وہ اُن مُردوں کے لئے صُورِ اسرافیل کا کام دے رہے ہوں گے۔ اے سُننے والو سُنو! اور دیکھنے والو دیکھ لو۔ آج وہ انقلاب عظیم تمہارے سامنے ہے۔

اس سورۃ میں اُس انقلاب قرآنی کی مفصل سکیم بیان کی گئی ہے اور اس میں موجودہ زمانے کے متعلق تیس سے زائد پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوکر مومنوں کے ایمان میں بشاشت اور تازگی پیدا کر رہی ہیں ؛

Monthly ANSARULLAH Rabwah — November 1980 — Regd. No. L 7483

ماهنامہ "انصاراللہ" ربوہ

مجلس انصاراللہ کے زعماء کرام مہربانی فرما کر اپنی اپنی مجلس میں یہ جائزہ لیں کہ ماهنامہ انصاراللہ کے کس قدر مزید خریدار مہیا کئے جا سکتے ہیں اور پھر اس سلسلہ میں اپنی کوششوں کے نتائج سے قائد اشاعت مجلس انصاراللہ مرکزیہ کو مطلع فرمائیں ۔ موجودہ زمانہ میں اخلاق فاضلہ کا قیام اور اخلاقی بے راہروی کا انسداد صرف اسی طرح ممکن ہے کہ اسلام کی اخلاقی تعلیم کو باقاعدگی کے ساتھ اور احسن طریق پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے ۔ ماهنامہ انصاراللہ نے اسی رنگ میں بیڑا اٹھایا ہؤا ہے ۔ ماهنامہ انصاراللہ کا سالانہ چندہ مبلغ پندرہ روپے مقرر ہے ۔

مرزا غلام احمد
مینجر ماهنامہ انصاراللہ ربوہ

صرف ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔